حضرۃ مولانا قاضی عبداللطیف صاحب مدظلہ

اسلامی جمہوریت کے فروغ کیلئے علمائے کرام کی مستحسن مساعی

ملک میں اسلامی انقلاب کے لیے سب سے پہلا قدم کیا ہونا چاہیئے

شیخ الحدیث مولانا حمید اللہ جان صاحب کے استفسار کے جواب میں سابق سینیٹر

مولانا قاضی عبداللطیف کا تجزیہ وتبصرہ اور تاریخی جائزہ

۲۹ ذی قعدہ ۱۴۱۴ھ کا خط ملا ۱۹۹۳ء کے انتخابات نے آپ کی طرح بہت سے حساس دلوں کے زخم تازہ کر دیئے آپ کی پریشانی بجا اور فطری ہے۔ آپ کے خط کے مندرجات تین ہیں۔

۱۔ علماء نے پاکستان میں مغربی جمہوریت کے ذریعہ اسلامی نظام رائج کرنے کی لاحاصل محنت کی۔

۲۔ ملک میں اس وقت یا اس سے قبل جو کچھ ہو رہا ہے یا ہوا ہے وہ ناگفتہ بہ ہے۔

۳۔ ایسا طریق سیاست جو اسلامی انقلاب کا ذریعہ بن سکے کیا ہوگا۔ کیا اس کے لیے کسی نئی تنظیم کی ضرورت ہے۔

۱۔ محترما! علماء کی طرف مغربی جمہوریت کے ذریعہ اسلامی نظام رائج کرنے کی نسبت پاکستان کے دستوری تاریخ سے تغافل کے مترادف ہے آپ سے یہ بات یقیناً پوشیدہ نہیں کہ پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی ۱۹۴۹ء میں مختلف مکاتب فکر کے ۳۱ جید سربرآوردہ علماء نے اسلامی دستور کے ۲۲ نکات مرتب کر کے مغربی جمہوریت کے خلاف اپنی جدوجہد کا آغاز کر دیا تھا جس کے نتیجہ میں پاکستان کے ۱۹۵۶ء کے دستور میں قرارداد مقاصد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تکوینی اور تشریعی حاکمیت کو تسلیم کر کے مغربی اور اسلامی جمہوریت کے درمیان واضح امتیازی خط اور لکیر کھینچ دی گئی اسمبلی کا ریکارڈ شاہد ہے کہ سیکولرزم اور اسلام کے علمبرداروں کے درمیان کھلم کھلا نظریاتی جنگ کے آغاز کا یہی پہلا دن تھا اسی کشمکش کے نتیجہ میں دستور ساز اسمبلی ہی کو ختم کر دیا گیا اس کے بعد درمیانی نشیب و فراز سے گزر کر ۱۹۵۸ء کے مارشل لاء کا ڈرامہ اسی کھیل کا حصہ تھا ۱۹۶۲ء کے دستور کے پہلے مسودہ میں پاکستان کے

نام سے اسلام کا لفظ حذف کر کے جمہوریہ پاکستان تجویز ہوا ۔ قانون سازی میں منکرین حدیث کو خوش کرنے کے لیے قرآن وسنت کی تصریح ختم کر کے لکھا گیا کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف نہیں بنایا جائے گا مگر بحمد للہ علماء کرام نے مارشل لار کی پروا کیے بغیر اپنی حکیمانہ جدوجہد سے اس سازش کو بھی ناکام بنا دیا ۔ ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور قرارداد مقاصد کو اپنی پہلی پوزیشن حاصل ہوئی ۱۹۶۲ء کا دستور اپنے منطقی انجام کو پہنچتے ہی ایک بار پھر مغربی اور اسلامی جمہوریت کی محاذ آرائی اپنے عروج کو پہنچی ۔ تائید ایزدی نے ۱۹۷۳ء کے دستور میں اسلامی عنصر کو کامیابی عطا کی قرارداد مقاصد جو سیکولرسٹوں کا اصل ہدف تھا اپنی سابقہ حیثیت سے دستور میں برقرار رہا ۔ مملکت کا سرکاری مذہب اسلام تسلیم کیا گیا ۔ اسی کی روشنی میں اسلامی نظریاتی کونسل دستوری ادارہ قرار پایا اور یہ ضمانت دی گئی کہ موجودہ قوانین کو اسلام کے مطابق ڈھالا جائے گا کوئی نیا قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا ۔ حکومت کی حکمت عملی میں تصریح ہے کہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے گا اور اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی فرض منصبی کی ادائیگی پر جو شالی کردار پیش کیا اس پر اس کا ریکارڈ شاہد ہے دستور کے ان اساسی دفعات نے مرزائیت کو غیر مسلم قرار دینے کا راستہ ہموار کیا اور ۱۹۷۴ء کے دستوری ترمیم نے حکومتی سطح پر اسلام اور کفر کی واضح تعریف کر کے ختم نبوت کے ہر قسم کے منکر کو اسلام سے خارج قرار دیا انہیں دفعات نے ہمیں ملک کے ایوان بالا سینیٹ میں شریعت بل پیش کرنے کا حوصلہ دیا ۔ جو مسلسل پانچ سالہ جدوجہد کے بعد سینیٹ کو منظور کرنا پڑا ۔ دستور کی انہیں دفعات کو مؤثر ترین بنانے اور عملی جامہ پہنانے میں صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کا بہت بڑا حصہ ہے قرارداد مقاصد کو دستور میں تمہید کی بجائے آئینی اور قانونی حیثیت دینا ۔ وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ میں شرعی اپیلیٹ بنچ کا قیام اسلامی حدود ۔ قصاص ودیت ۔ زکوٰۃ عشر ۔ مرزائیوں کی دجالانہ سرگرمیوں پر مکمل پابندی کے آرڈیننس مرحوم کے ایسے نمایاں کارنامے ہیں جو رہتی دنیا تک تاریخ میں سنہری حروف سے ثبت رہیں گے شرعی عدالتوں کے صوابدیدی اختیارات کے علاوہ ۔ قرارداد مقاصد کی قانونی اور آئینی حیثیت نے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ہاتھ اسلام کے حق میں مستحکم کر دیئے ۔

جس کی بنا پر سود وغیرہ کے متعلق عدالتوں کے تاریخی فیصلے ریکارڈ ہیں ۔ آٹھویں ترمیم نے ان اقدامات کو تحفظ دے کر سیکولرزم کے تابوت میں آخری کیل گاڑنے کا کارنامہ انجام دیا ۔

محترما ! یہ سب کچھ مغربی جمہوریت کے خلاف اسلامی جمہوریت کے قیام کے لیے علماء حق کی انتھک مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے ۔ بعض واقف کار اور معاملہ فہم حضرات کے قلم سے یہ چلے کہ علماء مغربی جمہوریت

لے ذریعہ اسلام رائج کرنے کی لاحاصل محنت کرتے رہے ــــ انتہائی تعجب انگیز اور علماء کے مساعی کی ناقدری کے مترادف ہے ۱۹۹۲ء کے انقلاب کے بعد سیکولرسٹوں کے ولولے پھر تازہ ہوگئے ہیں ۔ حقوق انسانی اور آٹھویں ترمیم کی آڑ میں دستور کے اسلامی دفعات کو سبوتاژ کرنے اور اکھاڑنے کی زبردست کوشش اور سازش ہو رہی ہے ایک طرف حزب اقتدار اور حزب اختلاف عملی طور پر ان کی حوصلہ افزائی کرکے ملک کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں جو انتہائی خطرناک چال ہے ــــ اور دوسری جانب کی عکاسی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر سے ہو رہی ہے ۔

ـــ خانہ دیں خراب است کہ ارباب صلاح
در عمارت گری گنبد دستار خود اند

فالی اللہ المشتکیٰ ۔

۲ ۔ رہے ملک کے موجودہ ناگفتنی حالات ۔ آپ کو معلوم ہے کہ کسی ملک کی بربادی اور آبادی کا دارومدار امراء اور علماء کے صلاح و فساد پر موقوف ہوتا ہے ۔ پہلے طبقہ کے حالات کچھ اشارات کے ساتھ آپ کے مشاہدہ کے سامنے ہیں ۔ جب کہ دوسرے طبقہ کی مجرمانہ خاموشی نے اسے دوآتشہ بنا دیا قوم کی بدبختی ہے کہ اس حساس طبقہ کو اپنی ذمہ داری کا احساس باقی نہیں رہا ۔

ـــ وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

اہل باطل کی بیداری اور اہل صلاح کی خوابیدگی کا نتیجہ کسی سے پوشیدہ نہیں ۔

ـــ پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ ناز
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

علماء کی قیادت کو اپنی ذمہ داریاں جتلانے کی ضرورت ہے ۔

۳ ۔ رہی تیسری بات کہ ایسا طریق سیاست جو اسلامی انقلاب کا ذریعہ ہو ۔ معلوم نہیں اس میں ابہام کی بات کیا ہے ۔ جب کہ تمام انبیاء کرام صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا طریق سیاست اسلامی انقلاب ہی کا ذریعہ ہے ۔ تمام انبیاء کرام نے اپنے اپنے وقت میں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ ۱۳ سال مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ذہنی اور عملی تربیت کا فرض انجام دیا ہجرت کے بعد سب سے پہلا کام مسجد نبوی کی تعمیر اور دوسرا کام مواخات اسلامی کے ذریعہ مہاجرین کی مشکلات کا حل اور تیسرا کام صحاب صفہ کی صورت میں دارالعلوم کا قیام ہے ۔ آج بھی لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح

یہ اولیٰ ھا۔ کے تحت اسلامی انقلاب کے لیے یہی اسوۂ حسنہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ رضا کاروں کی مکمل صحیح تربیت کے ساتھ۔ تحریک کے مراکز مساجد اور دارالعلوم ہوں تاریخ گواہ ہے کہ دینی علم کے مراکز اور ائمہ مساجد و اہالیان مساجد ہمیشہ اسلامی انقلاب کا اصل سرمایہ اور منبع رہے ہیں۔ میرے نزدیک کسی نئی تنظیم کا نتیجہ مزید تشتت اور انتشار کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ میں البتہ معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ مذکورہ بالا اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اپنی جماعت اور تنظیم پر نظرثانی اور محاسبہ ضروری ہے۔ کہ رضا کاروں کی تربیت مساجد اور مراکز علم کے ساتھ ہمارا رابطہ اور تعلق کی کیفیت کیا ہے ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص۔ کیا ہماری تنظیم میں قتال فی سبیل اللہ، بنیان مرصوص کی ہیئت کذائی کی کوئی صورت موجود ہے۔ اگر نہیں ہے تو ضرورت ہے کہ تنظیم کی کمزوریوں کے ازالہ کی کوشش کی جائے۔ اور اسے صحیح طور پر فعال بنایا جائے تمام مکاتب فکر کے اہل بصیرت علماء کرام جو ایک طرف تو۔ لومۃ لائم کے خوف سے بے نیاز ہوں اور دوسری طرف لاتلھیھم تجارۃ ولابیع عن ذکر اللہ کی صفت سے موصوف ہوں یعنی جو نہ ڈرتے ہوں اور نہ بکتے ہوں کا اعتماد حاصل کرکے انہیں تحریک کے ہراول دستے کے طور پر ساتھ لینا ہوگا۔ اسلامی نظام کے تحفظ اور اسے رائج کرنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے والوں کی ملک میں کمی نہیں ضرورت انہیں منظم کرنے کی ہے کہ ایک ہی آواز پر کراچی سے مالاکنڈ اور قلات سے لاہور تک تمام مساجد اور مراکز میں زلزلہ برپا ہو اس وقت فوری طور پر قانون ساز اداروں کے نمائندوں کے لیے دستور کی دفعہ ۶۲/۶۳ میں اہلیت اور نا اہلیت کی جو تعریف دی گئی ہے اسے قانونی طور پر نافذ کرانے کی جدوجہد کرکے اہل فساد پر اسمبلی کے دروازے بند کیے جائیں اسلامی انقلاب کے لیے یہ پہلا قدم ثابت ہوگا۔

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۲۸)
میری علمی اور مطالعاتی زندگی
ترتیب
مولانا عبدالقیوم حقانی
رفیق مؤتمر المصنفین و استاذ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
جناب مدیر "الحق" مولانا سمیع الحق کے سوالنامہ کے جواب میں مشاہیر علماء، ممتاز اسکالرز، دانشوروں اور قومی و ملی زعماء کے علمی و مطالعاتی تاثرات اور مشاہدات پر مبنی وقیع مضامین کا مجموعہ
مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ، سرحد (پاکستان)